تلخیص و ترجمہ

اسلام کے عالمگیر اثر و نفوذ کی راہیں

(مترجمہ مولوی محمد علیم اللہ صاحب شاہجہانپوری جامعی)

ساتویں صدی عیسوی میں اسلام کا ظہور ایک بے آب و گیاہ، بنجر اور غیر آباد سرزمین میں ہوا جس کے باشندے نہ صرف علم سے بے بہرہ تھے بلکہ ان پر جہل، ناشائستگی اور فقر و افلاس کی بھی حکومت تھی، ان کے پڑوسی ایرانی (جن کا تہذیب و تمدن اس وقت نمایاں حیثیت رکھتا تھا) اور رومی (جو جاہ و جلال کے ساتھ ساتھ ثروت میں بھی ممتاز درجہ رکھتے تھے) انہیں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ساتویں صدی کے آغاز میں اگر کسی شخص کی زبان سے یہ نکل جاتا کہ اس چٹیل جزیرہ سے ایک روح اٹھیگی جو روم و ایران کا تختہ اُلٹ دیگی تو لوگ یہی کہتے کہ اس شخص کو جنون یا ہذیان ہو گیا ہے، مگر ہوا یہی اور ایک صدی بھی جزیرۂ عرب میں اسلام کے ظہور پر گذرنے نہیں پائی تھی کہ اس جاہ و جلال کے عقاب نے اپنے بازوؤں کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اور آناً فاناً ایک بازو سندھ کی وادیوں اور بحر ہند تک اور دوسرا بازو بلاد مغربی، اسپین اور بحر اوقیانوس پر سایہ فگن نظر آنے لگا، یہ وہ زمانہ تھا جب چوپایوں سے نقل و حمل کا کام لیا جاتا تھا، اور سفر میں آج کل کی طرح گھنٹے اور دن کافی نہیں ہوتے تھے بلکہ مہینے اور سالہا سال لگ جاتے تھے

اسلامی اثر و نفوذ کی عالمگیری اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اسلامی اثر جس سرعت کے ساتھ پھیلا اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، یہ چیز اس قابل ہے کہ ہم چند لمحے اس کی حقیقت اور

خصوصیات پر غور و خوض کرنے میں صرف کریں تاکہ اسے اچھی طرح سے سمجھ سکیں، غور کرتے وقت ہمارا یہ ذہن ہونا چاہیے کہ ہر قسم کے مذہبی عقیدہ سے ہٹ کر محض علمی نقطۂ نظر سے اس کے عناصر کی تحلیل کریں اور ان کی خصوصیات معلوم کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔

یہ عام اثر و نفوذ صرف مذہب اسلام یا عربی زبان کا نہ تھا بلکہ ایک جدید روح کا تھا جس نے دنیا کو ایسے وقت میں جھنجوڑا اور بیدار کیا جب اسے اس کی واقعی ضرورت تھی، اس روح کو سب سے پہلے اُن مسلمانوں نے لیا جنکی زبان عربی تھی پھر دوسرے مذہب اور دوسری زبانیں بولنے والی قوموں نے اُسے لبیک کہا۔ جو چیز اس بے پناہ سرعت کے ساتھ پھیلی اور جس کا دامن اکناف عالم تک وسیع ہو گیا وہ صرف مذہب اسلام یا عربی زبان نہ تھی بلکہ وہ درحقیقت یہی جدید روح تھی جو جزیرۂ عرب سے اٹھی اور دنیا کے چپہ چپہ میں پہنچی اور اس کے راستہ میں پہاڑ، سمندر اور لق و دق میدان حائل نہ ہو سکے۔ اس میں شک نہیں کہ اس روح کے انتشار نے عربی زبان اور مذہب اسلام کو بھی اپنے زمانہ میں پھیلایا مگر ان کی سُرعت اتنی غیر معمولی نہ تھی جتنی اسلامی اثر و نفوذ اور اس جدید روح کی تھی جو اسلام کا سرچشمۂ اولین تھی اور جس نے امکانی حد تک اس مختصر زمانہ میں اس کی تبلیغ کی تھی۔ بالفاظ دیگر اسلامی روح اور اُس کا اثر بے حد سرعت کے ساتھ پھیلا اُسی کے پہلو بہ پہلو عربی زبان بھی پھیلی مگر آہستہ آہستہ، اس بنا پر ہمیں ایک طائرانہ نظر ان مختلف عناصر پر ڈالنا چاہیے جن سے اس حیرت انگیز واقعہ کی تخلیق ہوئی ہے جسے اصطلاح میں اسلام کی نشر و تبلیغ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے جس چیز کی ہیبت اس ناقابل انکار واقعہ کے سلسلہ میں ہمارے اوپر طاری ہوتی ہے، وہ اس کی بے پناہ سرعت ہے، جس کے سامنے عقلیں دنگ ہیں اور نہ صرف دشوار بلکہ قریباً ناممکن ہے کہ ہم اس کی کوئی ایسی عقلی توجیہ کر سکیں جس سے ایک مفکر اور صاحب بصیرت

کو مطمئن کرنے میں کامیاب ہوں۔ انگریزی مورخ آرنلڈ ہے۔ ٹوائنبی Arnold. J. Toynbee نے اعتراف کیا ہے کہ "اناطولیہ میں اسلام کی اشاعت ترکوں کے ہاتھوں اور وہ انقلاب جس چشمِ زدن میں بازنطینی سلطنت کو اسلامی ترکوں کی حکومت میں تبدیل کر دیا۔ ایک اہم واقعہ ہے جس کی ایک مورخ کوئی اطمینان بخش عقلی تاویل نہیں کر سکتا ہے۔"

یہ اہم واقعہ جس نے پروفیسر آرنلڈ کو حیرت زدہ کر دیا اسی اہم واقعہ کی نشاۃ ثانیہ ہے جس پر ہم نے اسلامی روح کو دیکھا تھا کہ وہ جزیرۂ عرب کے ایک گوشہ سے اٹھی تھی اور تمام دنیا میں غیر معمو سرعت کے ساتھ پھیل گئی تھی، مزید براں عربوں کو ترکوں کی بہ نسبت اس روح کو پھیلانے میں دشوا بھی کم پیش آئی تھیں ۔

تاریخ کے اس اہم واقعہ کی یہ تاویل کی جا سکتی ہے کہ ایرانیوں اور رومیوں کی حکومت پر ضعف آگیا تھا اور دوسری طرف عربوں کی شجاعت اور دلیری مسلم تھی مگر ان طفل تسلیوں سے ایک سمجھدار انسان کی قلبی تسکین نہیں ہوتی!

دوسری وجہ اسلام کے پھیلنے کی یہ ہے کہ وہ ایک جبریہ مذہب کی حیثیت سے نہیں پھیلا اور مسلمان کبھی اپنے دین کی اشاعت پوشیدہ طور سے کرنے پر کسی سلطان کے خوف و خطر سے مجبور نہیں ہوئے بلکہ اس کی اشاعت علانیہ اور ڈنکے کی چوٹ ہوئی۔ اس سے یہ مقصد نہیں کہ اسلام ہمیشہ فتح و نصرت اور جنگ کے سایہ میں پھیلا گو یہ صحیح ہے کہ بسا اوقات اسلام جرنیلوں، بادشاہوں ا ممالک اسلامیہ کے امراء کا مذہب رہا ہے لیکن دوسری طرف ہم وسط ایشیا اور افریقہ کے بعض ان میں بھی اسلام پھیلا ہوا پاتے ہیں جہاں نہ کوئی جنگ پیش آئی اور نہ کوئی قابل ذکر اسلامی فتح ہوئی ہے۔ ایک دوسرا گوشہ ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ اسلام کے دور اول کے بعض جاہ پسند مسلمان امراء غیر مسلموں مسلمان ہونے کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ ان کے جزیہ سے محروم ہو جاتے تھے یہ

یقیناً اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام رضا و رغبت سے پھیلتا تھا اور دوسرے مذاہب کے دوش بدوش زندگی گذارتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کبھی کسی ایسے شہر کو بسانے کا ارادہ تک نہیں کیا جس کے تمام باشندے مسلمان ہوں۔

اسلامی اثر کے عناصر — اب ہم ان عناصر پر نظر ڈالتے ہیں جن سے اس عالمگیر اسلامی اثر کی ترکیب ہوئی ہے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان تمام عناصر پر علٰحدہ علٰحدہ تبصرہ اور ان کی خصوصیات کو نمایاں کریں، ان ذیل کے امور میں پہلے امتیاز کر لیا جائے۔

(۱) اسلامی فتوحات (وہ ممالک جو مسلمانوں نے فتح کیے اور وہاں زیادہ مدت یا تھوڑی مدت تک ان کی حکومت رہی)

(۲) اسلام کا خود بغیر کسی کی امداد کے پھیلنا۔

(۳) تہذیب کے ان مختلف عناصر کی اشاعت جنہیں اسلامی حکومت کے قیام نے سہارا دیا مثلاً عربی زبان، عربی رسم خط۔

(۴) ان علوم و فنون اور فلسفہ و حکمت کی اشاعت جو اسلامی اثر کے سایہ میں پروان چڑھے۔

یہ وہ مختلف عناصر ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل ممتاز ہیں، ان میں کوئی باہمی مشابہت نہیں ہے، دوسرے وہ جغرافیائی حد جہاں ان عناصر میں سے کوئی عنصر پہنچا ہے وہ اس حد سے بالکل مختلف رہی ہے۔ جہاں دوسرے عنصر کی رسائی ہوئی ہے۔

ایشیا میں اسلام کی اشاعت — ہم ان اقلیموں کا تفصیل سے ذکر کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اسلامی اثر قبول کیا، آسانی کی غرض سے ہر ایک کا تذکرہ علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔

ان میں سب سے مقدم ایشیا کی اقلیم ہے۔ اس اقلیم میں جزیرۂ عرب کے مغربی حصے جو دوسرے حصوں سے کوئی خاص امتیازی وصف نہیں رکھتا، اسلام پھیلنا شروع ہوا اور تمام جزیرہ میں پھیل گیا، جزیرۂ عرب

سے خطے پر ناہمواری اور خشک سالی کا گو غلبہ ہے لیکن آباد سرسبز اور قابل زراعت علاقے بھی ہیں۔ یمن اور حضرموت کی سطح مرتفع، خلیج فارس کے بعض ساحل اور چند اور نخلستان جو اپنے اردگرد کی اراضی کے مقابلہ میں عمدہ پیداوار رکھتے ہیں۔ اس شمار میں ہیں۔

عرب جب اپنے جزیرے سے دوسرے علاقوں میں پھیلے تو ان میں ناشائستہ اور صدی خواں بدو ہی نہ تھے بلکہ بدوی، شہری، گلہ بان، کاشتکار اور تاجر سب ہی قسم کے لوگ تھے۔

جزیرۂ عرب سے مسلمان سب سے پہلے شمال کی طرف پھیلے، کیونکہ جنوب کی طرف جانے میں سمندر اُن کے راستے میں حائل تھا، دوسری بات یہ بھی تھی کہ وہ شمالی ممالک (شام، عراق وغیرہ) سے ناآشنا نہیں تھے، کیونکہ ان میں اکثر ان کی آمد و رفت تجارت ہجرت یا جنگوں اور نو آبادیاں قائم کرنے کے سلسلہ میں رہتی تھی۔ اس کے علاوہ جزیرۂ عرب کے باشندوں کا شمالی ممالک میں پھیلنا کوئی نئی اور انوکھی بات بھی نہ تھی، جزیرۂ عرب کو یہ خصوصیت پہلے سے حاصل ہے کہ اُس نے بابل اور اشور کی تہذیبوں پر اپنا اثر ڈالا تھا اور اسی سے مختلف سامی زبانیں نکلی ہیں۔

ملک شام پر تو ان کا اثر عرصۂ دراز سے تھا بلکہ عہد قدیم میں تو ان کا اثر مصر تک پھیل چکا تھا چنانچہ مصری زبان میں سامی اثرات آغاز تاریخ سے اب تک نمایاں ہیں، غرض اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو عربوں کا شمال کی طرف رُخ کرنا کوئی نیا واقعہ نہ تھا، نئی بات یہ ضرور تھی کہ اس دفعہ یہ حرکت ایک جدید روح، جدید مذہب، جدید زبان اور ایک بالکل جدید اسپرٹ کی حرکت تھی عرب ان جدید مقامات میں آباد تو ہو گئے لیکن اپنے وطن مالوف سے وابستہ رہے اور جدید سکونت گاہوں کی حیثیت محض عارضی قیام گاہوں کی سی رہی۔

چونکہ اسلام کا اصل وطن مغربی ایشیا میں تھا اس لیے ناگزیر تھا کہ وسعت مشرق کی طرف ہو اسی لیے جب اسلامی اثر کو دجلہ و فرات کی وادیوں میں استحکام حاصل ہو گیا تو ایران کی طرف بڑھنے لگا

اور چپہ چپہ پر چھا گیا۔ اس کے بعد اسلامی فتوحات دو راستوں سے ہوئیں۔ ایک جنوبی راستہ جس کا مطمح نظر ہندوستان تھا، دوسرا شمال مشرقی راستہ اس کے پیشِ نظر ملک چین تھا۔ یہ دونوں راستے صبر آزما اور دشوار گذار تھے، ان کے سامنے اونچے اونچے پہاڑ حائل تھے، جن سے گذرنا صرف دشوار اور تنگ گھاٹیوں کے ذریعہ ہی ممکن تھا، مگر اسلامی اثر ان گھاٹیوں سے گذرنے اور سندھ کی وادیوں پر مسلط ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد مغلوں اور دوسرے مسلمان بادشاہوں کو وہاں فتوحات ہوئیں جن سے اسے اور سہارا ملا اس کے قدم جمتے گئے، چنانچہ اس وقت ہندوستان میں قریباً ¼ حصہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اور وہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں حتیٰ کہ جنوبی حصہ میں بھی۔

ہندوستان میں مسلمان والیان ریاست اپنی مسلم و غیر مسلم رعایا پر حکمراں رہے ہیں اس کی سب سے بہتر مثال نظام حیدرآباد کی ہے، ان کی رعایا کی بڑی آبادی برہمنوں کی ہے اور ان کی ریاست اس شمالی ملک سے بہت دور ہے جہاں اسلامی اثر کا غلبہ تھا۔

چین میں اسلامی اثر کے پہنچنے کے مختلف راستے تھے، ان میں سب سے اہم سطح مرتفع تبت کے شمال میں دریائے تارِم کی وادی کا راستہ اور زنجاریا کی گذرگاہیں ہیں۔ اسلام بعض اوقات ہندوستان اور برما کے راستہ سے بھی دریائے یانگٹسی کے کناروں تک پہنچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی زبردست اقلیت سنشون اور ینان کے صوبوں میں پائی جاتی ہے۔

مشرقِ قریب میں اسلامی اثر ایک مدت تک طرسوس کے پہاڑوں تک رہا، پھر جب ترکوں نے مغرب کی طرف توجہ کی اور کرد، ارمن اور کرج کے شہروں پر قبضہ کیا اور طرسوس کے پہاڑوں کو طے کر کے اناطولیہ پر بھی قابض ہو گئے تو وہاں تھوڑی ہی مدت میں زبردست اسلامی اثر پھیل گیا۔

روس میں مغلوں کی جماعتیں کبھی جنگجویانہ اور کبھی ترک وطن کے سلسلہ میں گئیں اور وہ کوہ الٹائی سے رفتہ رفتہ نقل وحرکت کرتے رہے اور والگا کے بلند میدانوں اور جنوب مشرقی روس پر اپنا تسلط قائم کرلیا۔ اس طرح قوقاز کے شہروں میں شمالی اور جنوبی دونوں راستوں سے وہاں اسلامی اثر پہنچ گیا۔

ایک دوسرا راستہ ایشیا میں اسلام اور اس کے اثر پھیلنے کا اور بھی ہے اور وہ بحر ہندکا راستہ ہے۔ اس کے جنوب مغربی ساحل کے عرب باشندے نقل وحرکت کے بہت زیادہ خوگر ہیں اور انہی کی جدوجہد سے اسلامی اثر کا تو ام ہندوستان میں ملیار رہا اور وہ عام طور سے جاوا، بلاد ملایا، اور جزائر شرق الہند میں پھیل گیا، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس سلسلہ میں ان ملکوں کی ہندوستان سے وابستگی اور ہندوستانیوں کی کوششوں نے مدد کی ہے۔

افریقہ میں اسلامی اثر اب ہم افریقہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہاں اسلامی اثر ونفوذ کی وسعت چند دوروں میں منقسم ہے۔ پہلے دور میں وہ عربی عنصر داخل ہے جسے اسلامی فتوحات اور اس کے وسعت دینے میں صف اول کی حیثیت حاصل ہے اور اس کے بعد والے دوروں میں اس فرض کو خود افریقہ والوں نے اپنے ذمہ لے لیا۔

افریقہ کے اندر اسلامی اثر چند راستوں سے پہنچا سب سے پہلا اور اہم راستہ خاکنائے سوئز کا ہے اس راستہ سے اسلامی اثر کی رفتار مسلسل اور دیرپا رہی، چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ میں مصر، طرابلس، تونس، الجزائر اور مراکش میں پھیل گیا۔ اور یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ یہ سمت مشرقی مغربی تھی۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد اس طویل خطہ پر بہت سے مرکز بھی قائم ہوگئے اور جنوب کی طرف اسلامی اثر پہنچ گیا۔ اس جدید کارنامے میں تمام افریقی قوموں نے اشتراک عمل کیا خواہ وہ مصری ہوں یا صحرا اور مغربی بلاد کے باشندے! ان کی وجہ سے اسلامی اثر صحراء کو عبور کرکے بحر احمر کے ساحل

ے جنوب کی طرف پھیلا اور وسط افریقہ تک پہنچ گیا اور کہیں بحر حبش کی ناقابل گذر بلندیوں اور استوائی گھنے جنگلات کے نہیں رکا اور برابر جنوب میں وادیِ نیل سے ہو کر عام طور سے حبش اور سوڈان میں پھیلا اور اوگنڈا تک پھیلتا چلا گیا۔ صحرا کے مغرب میں اسلامی اثر بحر اٹلانٹک کے کنارے کنارے وادی نیاگرہ اور مغربی افریقہ کے ملکوں تک پہنچ گیا، اور یہ عجیب بات ہے کہ ان اجنبی خطوں یں اسلامی اثر یوروپی استعمار اور ان کی نظروں کے سامنے پھیلا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے سنیگال میں لوگوں کو نماز پڑھتے، تلاوت کرتے اور دلائل الخیرات کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، یہ لوگ عربی کے معدودے چند الفاظ سے واقف تھے۔

اس سرزمین میں اسلامی اثر پھیلانے میں ان بکثرت سفر کرنے والے قبیلوں نے بہت مدد پہنچائی چنانچہ فولا (غلبہ) وغیرہ خاندانوں سے بہت مدد ملی۔ ان کا اثر و رسوخ قدیم زمانہ سے مغربی افریقہ اور وادی نیاگرہ اور جھیل چاڈ کے اطراف میں تھا۔ اس لیے جب وہ مسلمان ہوے تو ان وسیع علاقوں میں انہی کی وجہ سے اسلامی اثر وہاں پھیلا۔

ایک اور راستہ جہاں سے اسلامی اثر افریقہ پہنچا ہے وہ بحر ہند، خلیج عدن اور بحر احمر کا ہے، اسی راستے سے جنوبی عرب کے باشندوں نے مشرقی افریقہ، اریٹریا، سومالی لینڈ، اور خط استوا سے چند درجہ جنوب ملک ملک زنگ میں اسلامی اثر پہنچایا ہے۔ اس جنوبی ملک میں ایک اسلامی سلطنت کی بنیاد بھی پڑی جو ایک عرصہ تک شان و شوکت سے حکومت کرتی رہی۔ بالآخر پرتگالیوں نے نئے ممالک کی تلاش کے زمانہ میں اس سلطنت کو ختم کر دیا۔ یہاں کی زبان سانڈہ میں جسے ساحلی باشندے بولتے ہیں ایک بڑی تعداد عربی الفاظ کی شامل ہے۔ اب وہاں اسلامی اثر کا رہا سہا اقتدار سلطان زنجبار جیسے مسلمان والیان ملک کے دم سے باقی ہے۔

یورپ میں اسلامی اثر یورپ میں اسلامی اثر خاص طور سے تین راستوں سے پہنچا، سب سے پہلے جبل طارق

کے راستے سے جزیرہ نمائے آئبیریا اور جنوبی فرانس میں پہنچا اور وہاں آہستہ آہستہ قدم جماتا رہا حتیٰ کہ زمانۂ وسطیٰ میں اسلامی تہذیب و معاشرت کا یورپ میں طوطی بولنے لگا، اسپینی اور پرتگالی زبانیں بھی عربی زبان سے بہت زیادہ متأثر ہوئیں اور ان میں ایک بڑی تعداد عربی الفاظ اور اصطلاحات کی داخل ہوگئی

یورپ میں اسلامی اثر کے پہنچنے کا دوسرا راستہ آبنائے باسفورس، بحر مرمرہ اور دردانیال کا ہے۔ اسی راستے سے عثمانیوں اور ان کے ہم آہنگ اناطولیہ کے باشندوں نے جزیرہ نمائے بلقان، وادی دریائے ڈینیوب اور یورپی ساحلوں پر اسلامی اثر پھیلایا، اور وہاں اس وقت بھی ایک بھاری تعداد مسلم آبادی کی ہے اگرچہ ان کا بڑا حصہ عثمانی اقتدار سے نکل چکا ہے۔

یورپ میں اسلامی اثر کے پہنچنے کا تیسرا راستہ مغربی سائبیریا کا ہے۔ اس ملک میں نہ کوئی اونچا پہاڑ تھا جو یورپ اور ایشیا کو جدا کرتا ہو اور نہ کوئی اتنی طاقتور سلطنت تھی جو ترکوں اور مغلوں کو روک سکے، اس لیے ترکوں اور مغلوں نے بڑی آسانی سے دریائے والگا کی وادی، بحر قزوین کے ساحل اور بحر اسود کے شمالی ساحل پر اپنے ڈیرے ڈال دیے۔ اس طرح سے تھوڑی ہی مدت میں اسلامی اثر بحر روم کے جزائر قبرص، روڈس اور کریٹ وغیرہ جیسے بڑے جزیروں اور جزیرہ سسلی و مالٹا میں پھیل گیا اس وقت ہمیں اس سے بحث نہیں کہ وہ ترکوں، مغاربہ یا اور کسی قوم کی وجہ سے پھیلا ہے۔

اس بحث و نظر کے آئینہ میں ہم آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ اسلامی اثر جن خطوں میں پہنچا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور وہ قدیم دنیا کے بڑے حصہ کو شامل ہیں، اور جن قوموں تک پہنچا ہے ان میں دنیا کی تمام قومیں داخل ہیں۔

عالم عربی اور عربی زبان کی ترویج

عالم عربی کے بارے میں ابھی گفتگو باقی ہے۔ عالم اسلامی اور عالم عربی میں اتنی شدید مماثلت پیدا ہوگئی ہے کہ ہمارے لیے ان دونوں میں امتیاز کرنا ضروری ہوگیا ہے، وہاں ایک بڑی

تعداد ان غیر مسلموں کی ہے جن کی زبان عربی ہے اور دوسری ایک بھاری تعداد ان لوگوں کی بھی ہے جو مسلمان ہیں مگر ان کی زبان عربی نہیں ہے۔

اس میں شبہ نہیں ہے کہ اسلامی اثر و رسوخ نے عربی زبان کی اشاعت میں امداد ضرور پہنچائی ہے مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اسلام اور اس کا اثر تو پھیلا ہو مگر عربی زبان بالکل نہ پھیلی ہو۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ ہم علیحدہ عربی زبان کی اشاعت پر تبصرہ کریں۔

دنیا کی تاریخ میں یہ بات بہت کم نظر آتی ہے کہ کسی خاص دین نے کسی خاص زبان یا رسم الخط کے پھیلانے میں مدد کی ہو مگر یہ غیر معمولی چیز اسلام کی اشاعت کے ساتھ پیش آئی اور اسلام کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور عربی رسم الخط کا بھی پرچار ہوا۔ ہمیں اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کہ اسلامی اثر کے ساتھ ہی عربی زبان کی اشاعت" پر سیر حاصل بحث کریں۔ یہاں صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ اس بدیہی واقعہ کو مختصر طور سے ذیل کے عناصر میں پیش کر دیں۔

(۱) اسلام کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے اور وہ عربی زبان میں ہے اور اپنے اندر ایک زبردست طاقت رکھتا ہے، اس لیے اسلام اور قرآن کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی اشاعت لازمی تھی۔

(۲) عربی زبان کی ترویج اس لیے بھی ہوئی کہ اسلامی فتوحات کا دائرہ غیر معمولی سرعت کے ساتھ وسیع ہو گیا اور ان مفتوحہ علاقوں میں عربی عنصر کا غلبہ ہو گیا، اس لیے فتوحاتِ عرب کے ساتھ عربی کی اشاعت فطری تھی۔ اور عربوں کی افریقہ، شام اور عراق کی طرف ہجرتوں نے اس کے لیے مہمیز کا کام کیا اور یہ اسلامی فتوحات کے بعد بھی ایک طویل مدت تک برابر جاری رہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان اسلامی فتوحات نے جو ترکوں، مغلوں، دیلمیوں اور بربر وغیرہ قوموں کے ذریعہ ہوئیں انہوں نے عربی زبان کی اشاعت میں کوئی امداد نہیں کی اور وہ علما اور فقہاء کی تعلیمی زبان سے آگے نہ بڑھی لیکن پھر بھی عربی الفاظ اور اصطلاحات تمام اقوام کی زبانوں میں داخل ہو گئیں۔ یہ خیال صحیح ہے کہ اسلام نے تمام زبانوں کو آزادی دے رکھی تھی۔

(۳) یہ ماننا پڑیگا کہ عربی زبان خود اپنی طاقت سے پھیلنے کی صلاحیت رکھتی تھی، خاص کر ایسی حالت میں جب اس کا تصادم عہد تمدن کی کمزور زبانوں یعنی فارسی (عراق کی زبان)، رومی (شامی)، قبطی (مصری) سے ہوا۔ یہ زبانیں ظہور اسلام کے آغاز میں دم توڑ رہی تھیں۔ ان میں اتنی سکت نہ تھی کہ عربی جیسی طاقتور زبان سے مقابلہ کر سکیں۔ یہ زبانیں دفعتہً فنا نہیں ہوئیں بلکہ عرصہ تک عالم نزع میں سسکتی رہیں۔

اس لحاظ نظر سے جن ملکوں میں اسلامی اثر پھیلا اُن کی چار قسمیں ہوتی ہیں

(۱) وہ خطے جہاں کی ملکی زبان عربی تھی اور پھر لب ولہجہ بھی ایک ہو گیا جیسے جزیرۂ عرب، عراق، شام، مصر اور شمالی افریقہ کے ایک بڑے حصہ کی زبان (۲) وہ علاقے جہاں عربی زبان کا کچھ مدت تک غلبہ رہا اس کے بعد وہاں کی پُرانی زبان پھر جاری ہو گئی اگرچہ اس پر عربی زبان کے اثرات غالب آ گئے، اس کی سب کی بہتر مثال ایران کی ہے کہ وہاں پہلے تو علمی ادبی تالیفات و تصنیفات کثرت سے عربی زبان میں ہوئیں پھر فارسی زبان کا رواج ہو گیا، اور یہ سب جانتے ہیں کہ فتوحات اسلامی نے کبھی فارسی زبان کے مٹانے کا قصد تک نہیں کیا۔ اسی لیے وہ از سر نو زندہ گئی۔ اگرچہ ایک جدید قالب میں جس پر عربیت کا گہرا روغن چڑھا تھا۔

(۳) وہ ملک جہاں کے باشندے عربی اور اپنی اصلی زبان دونوں برابر بولتے اور سمجھتے ہیں اور انہیں عربی زبان سے ایک خاص لگاؤ ہے جیسے افریقہ کے بربر، طوارق، نوبین اور بجاۃ وغیرہ اقوام میں، یہ صحیح ہے کہ ان میں ایسے افراد بھی ہیں جو عربی زبان بالکل نہیں جانتے لیکن اُن کی اکثریت اس کے برعکس ہے۔

(۴) وہ خطہ جہاں کے لوگ اگرچہ عربی زبان نہیں بولتے ہیں لیکن ان کی زبانوں کا سرمایہ عربی الفاظ و اصطلاحات کا مرہون احسان ہے جیسے ترکوں، ہندوستانیوں، جاویوں اور ملایا کے باشندوں کی زبانیں ہیں۔

ایک نمایاں پہلو عربی زبان کا یہ بھی ہے کہ اس کا رسم الخط ہمہ گیر ہے اور دور دور تک اس کا رواج ہے چنانچہ اس رسم الخط کو ترکی، فارسی، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، افریقہ اور مشرقی ہند کے جزیروں کی زبانوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ (العرب والاسلام، الهلال مصر کا خاص نمبر)